قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر۔ ابو سعید

Online Edition

منگل 16 فروری 2021ء | 03 رجب 1442ہجری قمری | جلد:3 | شمارہ:40

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ انہیں ابوسفیان بن حرب نے بتایا کہ جب وہ شام کی طرف ایک تجارتی قافلے کے ساتھ گیا ہوا تھا تو ایک دن شاہ روم، ہرقل نے ہمارے قافلے کے افراد کو بلا بھیجا تا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت وہ کچھ سوالات پوچھ سکے۔شہنشاہ روم کے دربار میں ہرقل سے اپنی گفتگو کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے بیان کیا کہ اس نے مجھ سے کچھ سوال کئے۔ ان میں سے ایک سوال یہ تھا کہ کیا دعویٰ سے پہلے تم لوگ اس پر جھوٹ بولنے کا الزام لگاتے تھے؟ مَیں نے جواباً کہا کہ نہیں۔ اس پر ہرقل نے ابوسفیان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ جب تو نے میرے اس سوال کا جواب نفی میں دیا تو مَیں نے سمجھ لیا کہ ایسا کبھی نہیں ہوسکتا کہ وہ لوگوں پر تو جھوٹ باندھنے سے باز رہے مگر اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھے۔ ہرقل نے کہا مَاذَا یَاۡمُرُکُمۡ کہ محمدؐ آپ کو کس چیز کا حکم دیتے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا وہ کہتا ہے، اللہ کی عبادت کرو جو اکیلا ہی معبود ہے اور اس کا کسی چیز میں شریک نہ قرار دو اور ان باتوں کو جو تمہارے آباؤ اجداد کہتے تھے چھوڑ دو۔ اور وہ ہمیں نماز قائم کرنے، سچ بولنے، پاکدامنی اختیار کرنے اور صلہ رحمی کرنے کا حکم دیتا ہے۔تب ہرقل نے کہا کہ جو تو کہتا ہے اگر یہ سچ ہے تو پھر عنقریب میرے قدموں کی اس جگہ کا بھی وہی مالک ہو جائے گا۔

(بخاری-کتاب بدء الوحی، حدیث نمبر7)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

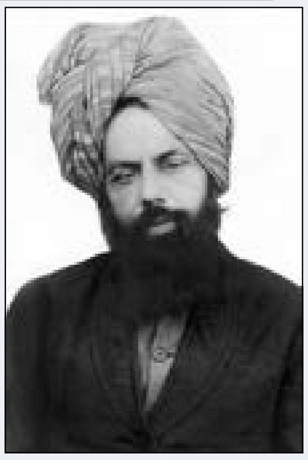

مجدد اعظم

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اظہار سچائی کے لئے ایک مجدد اعظم تھے جو گم گشتہ سچائی کو دوبارہ دنیا میں لائے۔ اس فخر میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی بھی نبی شریک نہیں کہ آپؐ نے تمام دنیا کو ایک تاریکی میں پایا اور پھر آپؐ کے ظہور سے وہ تاریکی نور سے بدل گئی۔ جس قوم میں آپؐ ظاہر ہوئے آپؐ فوت نہ ہوئے جب تک کہ اس تمام قوم نے شرک کا چولہ اتار کر توحید کا جامہ نہ پہن لیا۔ اور نہ صرف اس قدر بلکہ وہ لوگ اعلیٰ مراتب ایمان کو پہنچ گئے۔ اور وہ کام صدق اور وفا اور یقین کے اُن سے ظاہر ہوئے کہ جس کی نظیر دنیا کے کسی حصے میں پائی نہیں جاتی۔ یہ کامیابی اور اس قدر کامیابی کسی نبی کو بجز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نصیب نہیں ہوئی۔ یہی ایک بڑی دلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ہے کہ آپؐ ایک ایسے زمانہ میں مبعوث اور تشریف فرما ہوئے جب کہ زمانہ نہایت درجہ کی ظلمت میں پڑا ہوا تھا اور طبعاً ایک عظیم الشان مصلح کا خواستگار تھا اور پھر آپ نے ایسے وقت میں دنیا سے انتقال فرمایا جب کہ لاکھوں انسان شرک اور بت پرستی کو چھوڑ کر توحید اور راہ راست اختیار کر چکے تھے اور درحقیقت یہ کامل اصلاح آپؐ ہی سے مخصوص تھی کہ آپؐ نے ایک قوم وحشی سیرت اور بہائم خصلت کو انسانی عادات سکھلائے۔ یا دوسرے لفظوں میں یوں کہیں کہ بہائم کو انسان بنایا اور پھر انسانوں سے تعلیم یافتہ انسان بنایا اور پھر تعلیم یافتہ انسانوں سے باخدا انسان بنایا اور روحانیت کی کیفیت ان میں پھونک دی اور سچے خدا کے ساتھ ان کا تعلق پیدا کر دیا‘‘۔

(لیکچر سیالکوٹ۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 206-207)

ارشاد باری تعالیٰ

قُلۡ لَّوۡ شَآءَ اللّٰہُ مَا تَلَوۡتُہٗ عَلَیۡکُمۡ وَلَاۤ اَدۡرٰىکُمۡ بِہٖ ۫ۖ فَقَدۡ لَبِثۡتُ فِیۡکُمۡ عُمُرًا مِّنۡ قَبۡلِہٖ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ (یونس:17)

ترجمہ:۔تو کہہ دے اگر اللہ چاہتا تو میں تم پر اس کی تلاوت نہ کرتا اور نہ وہ (اللہ) تمہیں اس پر مطلع کرتا پس میں اس (رسالت) سے پہلے بھی تمہارے درمیان ایک لمبی عمر گزار چکا ہوں، تو کیا تم عقل نہیں کرتے۔

فرمان خلیفہ وقت

’’انبیاء دنیا میں مبعوث ہوتے ہیں تو لوگوں کو اپنی گزشتہ زندگی کا حوالہ دے کر یہ کہتے ہیں، قوم کے لوگوں کو چیلنج دیتے ہیں کہ یہ جو ہماری زندگی تمہارے سامنے گزری اس میں ہمارا جو کردار بھی تمہیں نظر آئے گا یا نظر آیا وہ یہی نظر آئے گا کہ سچ بات پر قائم رہے اور سچ کہا اور سچ پھیلانے کی کوشش کی۔ اور اس وصف کے اعلیٰ ترین معیار ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں نظر آتے ہیں۔ آپؐ کی زندگی کا ہر لمحہ اس اعلیٰ خُلق کے نور سے منور تھا۔ آپؐ کا ہر عمل، ہر فعل، دعویٰ نبوت سے پہلے بھی سچائی اور حق گوئی سے سجا ہوا تھا۔ تبھی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے اس اعلیٰ خُلق کی مثال دیتے ہوئے کفار کو مخاطب کر کے اس آیت میں جو میں نے تلاوت کی ہے فرمایا ہے کہ تو کہہ دے کہ اگر اللہ چاہتا تو میں تم پر اس کی تلاوت نہ کرتا اور نہ وہ اللہ تمہیں اس بات پر مطلع کرتا۔ پس میں اس رسالت سے پہلے بھی تمہارے درمیان لمبی عمر گزار چکا ہوں، کیا تم عقل نہیں کرتے؟ تم جو مجھ پر یہ الزام دے رہے ہو کہ یہ جو مَیں نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے یہ غلط ہے، جھوٹ ہے اور قطعاً مَیں خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعوث نہیں کیا گیا، مَیں دنیاداروں کی طرح اپنی لیڈری کی دکان چمکانے کے لئے (نعوذ باللہ) یہ دعویٰ کر رہا ہوں تا کہ تم لوگ کسی طرح مجھے اپنا سردار تسلیم کر لو یا تنگ آ کر میرے سے شرائط طے کرنے لگ جاؤ۔ تو سن لو کہ ان بکھیڑوں سے مجھے کوئی دلچسپی نہیں ہے، ان دنیا داری کی باتوں سے مجھے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ اگر یہ باتیں، یہ چیزیں مجھے چاہئے ہوتیں تو مَیں تمہاری مرضی کی باتیں تمہیں بتاتا جو تمہیں خوش کر دیتیں۔ مجھ پر تم اعتراض کرنے والے نہ ہوتے بلکہ فوراً مجھے وہ مقام دینے والے بن جاتے۔ لیکن مَیں تو تمہیں حق کا وہ پیغام پہنچا رہا ہوں جو خدا تعالیٰ نے مجھ پر اتارا ہے۔ اس لئے مجھ سے اس بارہ میں نہ لڑو۔ اگر اللہ یہ پیغام تم تک پہنچانا نہ چاہتا تو مَیں قطعاً تمہیں وہ باتیں نہ کہتا جو اللہ تعالیٰ نے مجھے سکھائیں اور مَیں نے تمہیں بتائیں۔ تم مجھے شک کی نظر سے دیکھ رہے ہو کہ شاید یہ ساری باتیں مَیں نے اپنے پاس سے گھڑ لی ہیں۔ کچھ تو ہوش کرو۔ میں تمہارے درمیان ایک عرصے سے رہ رہا ہوں۔ دو چار سال کا عرصہ نہیں ہے، دس بیس سال کا عرصہ نہیں ہے گو کہ یہ عرصہ بھی کسی کے کردار کو جانچنے کے لئے بہت ہوتا ہے۔ لیکن اس میں کہا جا سکتا ہے کہ جوانی کی عمر ہے کئی اتار چڑھاؤ آتے ہیں۔ فرمایا کہ میری تو یہ عمر بھی گزر گئی ہے جو جوانی کی عمر ہوتی ہے اور چالیس سال کی پختہ عمر ہو گئی ہے۔ اور یہ تمام عرصہ مَیں نے تمہارے درمیان گزارا ہے۔ یہ تو وہ عمر ہے جس میں اب عمر ڈھلنے کا دور شروع ہو جاتا ہے۔ میری گزشتہ چالیس سالہ زندگی تمہارے سامنے ہے۔ مَیں نے کبھی بھی کسی بھی معاملے میں جھوٹ تو درکنار، حق سے اور سچ سے رتّی بھر بھی انحراف نہیں کیا، ذرا سا بھی حق سے پیچھے نہیں ہٹا۔ اب اس عمر میں کیا مَیں تمہاری سرداری لینے کے لئے خدا پر جھوٹ بولوں گا؟‘‘

(خطبہ جمعہ 11/ فروری 2005ء بحوالہ الاسلام)

اس شمارہ میں

- محمدؐ پر ہماری جاں فدا ہے (منظوم)
- ورثہ میں لڑکیوں کو حصہ دینا ضروری ہے
- بنیادی مسائل کے جوابات
- حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ غانا کی لجنہ اماء اللہ کی نیشنل عاملہ کی مواصلاتی ملاقات

محمدؐ پر ہماری جاں فدا ہے

محمدؐ پر ہماری جاں فدا ہے
کہ وہ کوئے صنم کا رہنما ہے
مرا دل اس نے روشن کر دیا ہے
اندھیرے گھر کا میرے وہ دیا ہے
خبر لے اے مسیحاؑ دردِ دل کی
ترے بیمار کا دم گھٹ رہا ہے
مرا ہر ذرہ ہو قربانِ احمدؐ
مرے دل کا یہی اک مدعا ہے
اسی کے عشق میں نکلے مری جاں
کہ یادِ یار میں بھی اک مزا ہے
مجھے اس بات پر ہے فخر محمود
مرا معشوق محبوبِ خدا ہے
محمدؐ کو بُرا کہتے ہو تم لوگ
ہماری جان و دل جس پر فدا ہے
محمدؐ جو ہمارا پیشوا ہے
محمدؐ جو کہ محبوبِ خدا ہے
ہو اس کے نام پر قربان سب کچھ
کہ وہ شاہنشہِ ہر دو سرا ہے
اسی سے میرا دل پاتا ہے تسکیں
وہی آرام میری روح کا ہے
خدا کو اس سے مل کر ہم نے پایا
وہی اک راہِ دیں کا رہنما ہے
پس اس کی شان میں جو کچھ ہو کہتے
ہمارے دل جگر کو چھیدتا ہے
مزہ دوبارہ پہلے چکھ چکے ہو
مگر پھر بھی وہی طرزِ ادا ہے
خدا کا قہر اب تم پر پڑے گا
کہ ہونا تھا جو کچھ اب ہو چکا ہے
چکھائے گی تمہیں غیرت خدا کی
جو کچھ اس بدزبانی کا مزا ہے

(کلام محمود)

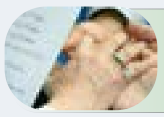

دربارِ خلافت

آپؑ نے فرمایا: رقم تو بہت آئے گی لیکن اس کو دیکھ کر تم لوگ دنیا دار نہ ہو جانا

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

پس اللہ تعالیٰ کے نزدیک قربانی کا معیار جذبہ اور نسبت کا ہے، مقدار کا نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں بھی اس آیت میں غریبوں کی تسلی فرمادی کہ جس طرح زرخیز زمین پر تھوڑی بارش باغ کو پھلوں سے بھر دیتی ہے اسی طرح اپنی حیثیت کے مطابق نیک نیتی سے کی گئی تھوڑی سی قربانی بھی نیک عمل کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کے ہاں قبولیت کا درجہ پا کر بڑی قربانی کرنے والوں کے برابر لا کھڑا کرتی ہے۔ بلکہ بعض دفعہ درجہ میں بڑھا بھی دیتی ہے۔ جیسا کہ اس ایک مثال سے ثابت ہے جو میں نے پیش کی۔ پھر اللہ تعالیٰ اسی آیت میں فرماتا ہے وَاللّٰہُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِیۡرٌ (البقرہ: 266) کہ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اُسے دیکھ رہا ہے۔ یہ کہہ کر یہ واضح کر دیا کہ اللہ تعالیٰ دلوں کا حال جانتا ہے۔ وہ تمہارے جذبے کو جانتا ہے۔ وہ اس روح کو جانتا ہے جس سے تم قربانی کرتے ہو۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں جب بدلے ملتے ہیں تو دلوں کے اور نیتوں کے عمل کے مطابق ملتے ہیں، نیتوں کے مطابق ملتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمہاری مالی حیثیت جانتا ہے۔ تم نے جو قربانی کی اگر اس حیثیت سے کی تو جو بھی بدلہ ملے گا اس کے مطابق ملے گا۔ اس لئے قربانیوں کی قبولیت بھی اس نیت کے مطابق اور عمل کے مطابق درجہ پاتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں بھی جب آپ مالی تحریک فرماتے تو غریب بھی اور امیر بھی اپنی اپنی حیثیت کے مطابق مالی قربانی کرتے تھے۔ آپ کے ماننے والوں کی اکثریت بھی غرباء کی تھی اور ان کی قربانیاں بھی رقم کے لحاظ سے بہت معمولی ہوا کرتی تھیں لیکن یہ جو طَلٌّ معمولی بارش بھی ہے، ایسی فائدہ مند ہوئی کہ اُن قربانیوں کو اتنے پھل لگے جو آج تک اُن بزرگوں کی نسلیں کھا رہی ہیں۔ پس یہ اُن نسلوں کی بھی ذمہ داری ہے کہ جن میں سے بعض آج بہت زیادہ حیثیت کے ہو چکے ہیں، مالی لحاظ سے بہتر ہو چکے ہیں کہ اُن کی قربانیوں کو اب وَابِلٌ تیز بارش کا نمونہ دکھانا چاہئے۔ یہ صورت اختیار کرنی چاہئے تا کہ اُن کے اور ان کی نسلوں کے اعمال کے درخت ہمیشہ سرسبز رہتے چلے جائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو ایک روپیہ قربانی کرنے والے کا ذکر بھی اپنی کتابوں میں فرمایا ہے جو معمولی قربانی تھی، جس نے مستقل اپنے اوپر لازم کر لیا تھا کہ ایک روپیہ ہر مہینہ ادا کریں گے۔ آپ کے صحابہ کے کیسے کیسے قربانی کے نمونے تھے اُن میں سے مَیں ایک مثال دیتا ہوں۔ چوہدری عبدالعزیز صاحب احمدی اوجلوی پٹواری تھے۔ اُن کے بارے میں قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری فرماتے ہیں کہ گورداسپور میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مالی قربانی کی تحریک

بقیہ صفحہ 4 پر

آج کی دعا

قَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ وَبَارَكَ عَلَيْكَ وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِي الْخَيْرِ

(جامع ترمذی اَبْوَابُ النِّکَاحِ حدیث1091)

ترجمہ: اللہ آپ دونوں زوجین پر برکتیں نازل فرمائے، اور آپ دونوں کو خیر پر جمع کرے۔

یہ سید و مولیٰ پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کی شادی کے موقع پر دی جانے والی دعا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ شادی کرنے پر جب کسی کو مبارک باد دیتے تو فرماتے: بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ وَبَارَكَ عَلَيْكَ وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِي الْخَيْرِ۔

حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ کو آپ ﷺ نے شادی کے موقع پر یہ دعا دی کہ اللہ تعالیٰ تمہارے گھر والوں اور تمہارے مال میں برکت عطا فرمائے۔

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہؓ نے اپنی ایک رشتہ دار انصاری لڑکی کی شادی کی۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: تم لوگوں نے لڑکی کو رخصت کر دیا؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔ فرمایا: کیا کچھ تحفے تحائف بھی بھجوائے ہیں۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم نے اس کے ساتھ کسی کو بھیجا ہے جو گانے گائے؟ ام المومنینؓ نے کہا: جی نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انصار لوگ گیت وغیرہ پسند کرتے ہیں۔ (بہتر ہوتا) اگر تم اس کے ساتھ (کسی کو) بھیجتے جو کہتا: أَتَيْنَاكُمْ أَتَيْنَاكُمْ فَحَيَّانَا وَحَيَّاكُمْ: ہم تمہارے پاس آئے ہیں۔ ہم تمہارے پاس آئے ہیں۔ ہمیں بھی مبارک، تمہیں بھی مبارک۔

(سنن ابنِ ماجہ کِتَابُ النِّکَاحِ حدیث: 1900)

مرسلہ: مریم رحمٰن

تبرکات حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ

ورثہ میں لڑکیوں کو حصہ دینا ضروری ہے

یہ نہ صرف شریعت کا حکم ہے بلکہ سراسر انصاف و رحمت بھی ہے

ایک احمدی خاتون جنہوں نے خط میں اپنا نام ظاہر نہیں کیا۔ لکھتی ہیں کہ جماعت کے ایک حصہ میں اور خصوصاً زمینداروں میں لڑکیوں کو حصہ نہ دینے کی بدعادت ابھی تک چل رہی ہے۔ چنانچہ اس خاتون نے اپنے خط میں لکھا ہے کہ میرے والد صاحب خدا کے فضل سے بظاہر مخلص اور دیندار ہیں اور صاحبِ جائیداد بھی ہیں بلکہ بہت معقول جائیداد رکھتے ہیں۔ مگر انہوں نے مجھے اور میری بہنوں کو حصہ نہیں دیا بلکہ ہمارے حصہ کی قیمت کے مطابق ہم سے روپے کی رسید لکھا کر ہمارے بھائیوں کے نام پر روپیہ جمع کرا دیا ہے وغیرہ وغیرہ۔

اگر یہ شکایت درست ہے (اور میں یہ بات اگر کے لفظ کے ساتھ ہی کہہ سکتا ہوں گو بظاہر یہ شکایت درست معلوم ہوتی ہے۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ) تو بہت قابلِ افسوس اور قابلِ ملامت ہے۔ کیونکہ لڑکیوں کو ورثہ سے محروم کرنا نہ صرف شریعتِ اسلامی کے ایک صریح اور تاکیدی حکم کے خلاف اور گناہ ہے بلکہ حکومت کا بھی جرم ہے۔ جس نے کچھ عرصہ سے یہ قانون بنا رکھا ہے کہ مسلمانوں پر واجب ہے کہ اپنی لڑکیوں کو شریعت کے مطابق حصہ دیں۔ بے شک زمینداروں کو اپنی زمین بہت محبوب ہوتی ہے بلکہ اکثر زمیندار تو زمین کے ساتھ ایک گونہ عشق کا رنگ رکھتے ہیں۔ اور جائز حد تک مال ہر شخص کو ہی پیارا ہوتا ہے مگر کیا اسلام اور احمدیت ہی نعوذ باللہ ایسی ناکارہ چیزیں ہیں کہ ان کے پیار کو ہر دوسری چیز کے پیار پر قربان کر دیا جائے؟ قرآن تو فرماتا ہے کہ: اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ (البقرہ:166)

یعنی جو لوگ سچے مسلمان ہیں انہیں اپنے خدا اور خدا کے احکام کے ساتھ ہر دوسری چیز کے مقابل پر زیادہ محبت ہونی چاہئے۔

اور دنیا کے مال اور اولاد کے متعلق خدا فرماتا ہے:

اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَۃُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا ج وَالْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَیْرٌ عِنْدَ رَبِّکَ ثَوَابًا وَّخَیْرٌ اَمَلًا (الکھف:47)

یعنی مال اور لڑکے (جن کی خاطر تم لڑکیوں کا حق مارتے ہو) محض اس ورلی دنیا کی عارضی زینت ہیں۔ مگر دائم اور قائم رہنے والی نیکی وہ ہے جو خدا کے حضور ثواب کا موجب اور اگلے جہان کی امید گاہ ہے۔

پس اگر احمدیوں نے اسلام کو سچا اور محمد رسول اللہؐ کے دین کو خدا کی آخری شریعت سمجھ کر مانا ہے اور احمدیت کو خدا کی ایک رحمت یقین کرتے ہوئے تسلیم کیا ہے تو ان کے لئے یہ امتحان کا وقت ہے۔ یہ دنیا ایک فانی چیز ہے کیا وہ اس کی چند روزہ زینت کی خاطر اور اس عارضی زندگی کی نمائشی چمک کی وجہ سے خدا کی ابدی رحمت کو جواب دے دیں گے؟ خدا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق فرماتا ہے کہ:

یُحْیِ الدِّیْنَ وَیُقِیْمُ الشَّرِیْعَۃَ

(تذکرہ صفحہ 55 ایڈیشن چہارم)

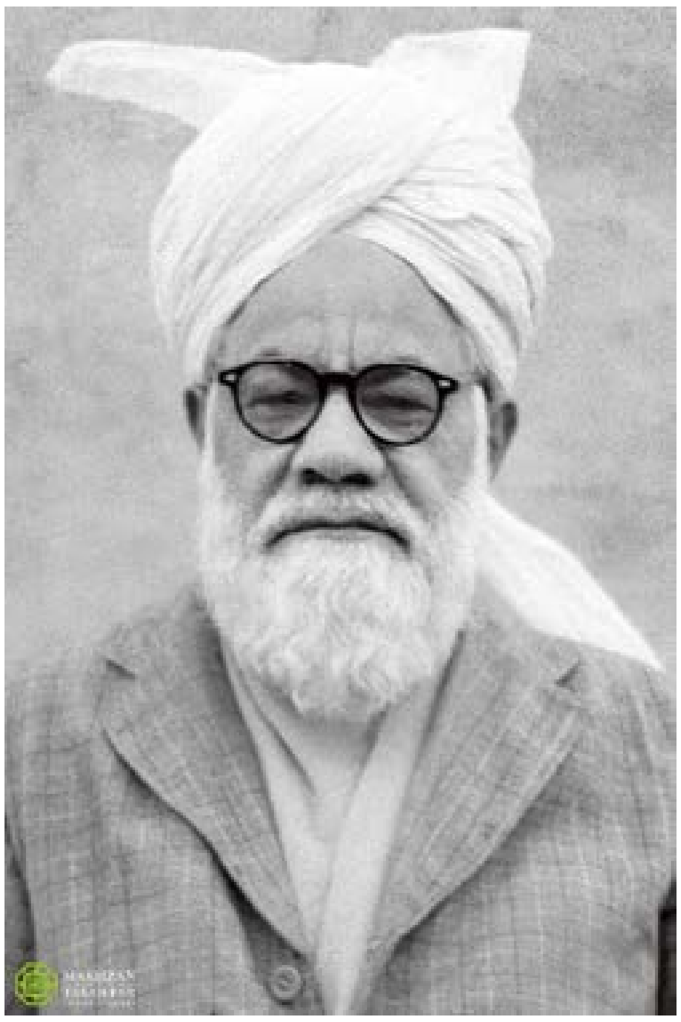

یعنی ہمارا یہ مسیح دین کے مٹے ہوئے نشانوں کو زندہ کرے گا اور ترک شدہ شرعی احکام کو دوبارہ دنیا میں قائم کر دے گا۔

پس اے ہمارے بھٹکے ہوئے بھائیو! اگر آپ میں سے کسی کو اپنے ایمان کی شرم نہیں تو کم از کم اپنے مقدس امام اور سلسلہ احمدیہ کے بانی کو تو خدا کے حضور شرمندہ ہونے سے بچاؤ۔ (کیونکہ بعض صورتوں میں خدا کے مرسلوں کو بھی اپنے متبعین کی بعض غلطیوں کے لئے جوابدِہ ہونا پڑتا ہے) میں جانتا ہوں کہ خدا کے فضل سے جماعت کا بہت بڑا حصہ دین سے محبت رکھنے والا اور احکامِ شریعت کو شوق و ذوق سے ادا کرنے والا ہے مگر کہتے ہیں کہ ایک مچھلی سارے تالاب کو گندہ کر دیتی ہے۔ پس جب تک آپ اپنے میں سے ہر فرد کو اسلام کے احکام پر پختہ طور پر قائم نہیں کر دیتے یا کم از کم جب تک جماعت کی بھاری اکثریت اس مقام کو حاصل نہیں کر لیتی اس وقت تک آپ کی اجتماعی ذمہ داری ہرگز ادا شدہ نہیں سمجھی جا سکتی۔ اور لڑکیوں کو ان کے جائز حق اور شرعی ورثہ سے محروم کرنا تو صرف ایک گناہ ہی نہیں ہے بلکہ کم از کم چھ سنگین گناہوں کا مجموعہ ہے۔

سب سے اول نمبر پر یہ شریعت کا گناہ ہے کیونکہ اس میں خدا تعالیٰ کے ایک واضح اور صریح اور قطعی حکم کی نافرمانی لازم آتی ہے۔ قرآن فرماتا ہے اور کن زوردار الفاظ میں فرماتا ہے کہ:

لِلنِّسَآءِ نَصِیْبٌ مِّمَّا تَرَکَ الْوَالِدٰنِ وَ الْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْہُ اَوْ کَثُرَ ط نَصِیْبًا مَّفْرُوْضًا (النساء:8)

یعنی لڑکیوں کے لئے ان کے والدین اور دیگر قریبی رشتہ داروں کے ترکہ میں سے خدا تعالیٰ نے حصہ مقرر کیا ہے خواہ یہ ترکہ زیادہ ہو یا کہ کم ہو۔ اور یہ خدا کی طرف سے فرض کیا ہوا حق ہے جو بہرحال لڑکیوں کو ملنا چاہئے۔

دوسرے نمبر پر یہ حکومت کا جرم ہے۔ کیونکہ کچھ عرصہ سے پاکستان کی حکومت نے یہ قانون پاس کر رکھا ہے کہ لڑکیوں کو ان کے والدین کے ترکہ میں سے (اور بیویوں کو ان کے خاوندوں کے ترکہ میں سے) شریعت کے مطابق حصہ ملنا چاہئے۔ اور چونکہ حکومت کے قانون کی پابندی اُولِی الْاَمْرِ کے اصول کے مطابق شریعت کی رو سے بھی لازمی ہے اس لئے یہ گویا دوہرا جرم بن جاتا ہے۔ شریعت کا بھی اور حکومت کا بھی۔

تیسرے نمبر پر یہ جماعت احمدیہ میں اپنے امام اور خلیفہ وقت کے ساتھ بدعہدی بھی قرار پاتی ہے۔ کیونکہ چند سال ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر حاضرینِ جلسہ سے یہ عہد لیا تھا کہ جماعت کے لوگ شریعت کے مطابق حصہ دیا کریں گے۔ اور اس موقع پر جملہ حاضرین نے جو ہزارہا تھے کھڑے ہو کر اپنے امام کے ساتھ اور امام کے ذریعہ خدا تعالیٰ کے ساتھ یہ عہد کیا تھا کہ وہ آئندہ لڑکیوں کو حصہ دیں گے۔

چوتھے نمبر پر لڑکیوں کو ان کے شرعی حق سے محروم کرنا بدترین قسم کا ظلم بھی ہے۔ کیونکہ اس ذریعہ سے ایک کمزور جنس پر جو اپنی کمزوری اور شرم کی وجہ سے والدین اور بڑے بھائیوں کے سامنے زبان نہیں کھول سکتی ایک بھیانک قسم کا ظلم روا رکھا جاتا اور اس کا گلا گھونٹا جاتا ہے۔

پانچویں نمبر پر یہ اَکْلٌ بِالْبَاطِلِ اور حرام خوری میں بھی داخل ہے۔ کیونکہ اس ذریعہ سے والدین اور لڑکیوں کے بھائی ایک ایسا مال کھاتے ہیں جو دراصل ان کا نہیں بلکہ ان کی بیٹیوں اور بہنوں کا ہے اور وہ محض لوٹ مار کے ذریعہ اس مال کے مالک بن جاتے اور جائز حق داروں کو محروم کر کے ان پر قابض رہنا چاہتے ہیں۔

چھٹے نمبر پر یہ اپنے خون اور اپنی نسل کی ہتک بھی ہے کہ ایک باپ کے نطفہ سے پیدا ہونے اور ایک صُلب سے نکلنے والی لڑکیوں کے ساتھ ایسا سلوک کیا جائے کہ وہ گویا اپنے باپ کی بیٹیاں اور اپنے بھائیوں کی بہنیں ہی نہیں اور انہیں عملاً نیچ ذات کی لونڈیوں کی طرح سمجھا جائے۔ حالانکہ اسلام تو وہ مبارک مذہب ہے کہ سچ مچ کے غلاموں کے لئے بھی آزادی کا پیغام لے کر آیا ہے۔

الغرض لڑکیوں اور بیویوں کو ان کے جائز شرعی حق سے محروم کرنا ایک بہت بڑا گناہ بلکہ چھ گناہوں کا مجموعہ ہے اور بھاری ظلم میں داخل ہے۔ اور میں تمام مخلص احمدی باپوں اور مخلص احمدی بھائیوں سے قرآنی الفاظ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ: هَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ (المائدہ:92)

یعنی کیا اب بھی تم اس ظلم سے باز نہیں آؤ گے؟

کہا جاتا ہے کہ لڑکیوں کو حصہ دینے سے خاندان کی جائیداد دوسرے خاندانوں میں چلی جاتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر سوچو تو مال دراصل خدا کا ہے اور انسان کا ترکہ تو خصوصیت سے خدا کا ہے۔ پس جب خود خدا اسے ایک خاص رنگ میں تقسیم کرنے کا حکم دیتا ہے تو زید بکر عمر کو کیا حق ہے کہ اس تقسیم میں رخنہ ڈالے؟ اور پھر جب تم نے

اسلام کی شریعت کے نیچے اپنی گردنیں رکھ دیں اور احمدیت کی غلامی کو برضاء ورغبت قبول کرلیا اور اسلام کو خدا کی ایک نعمت جانا تو پھر یہ اب کتنی شرم کی بات ہے کہ ایک صداقت کو مان کر اس پر عمل کرنے سے انکار کرو۔ یہ تو ایمان نہیں بلکہ منافقت ہے کہ منہ سے ایک بات کو مانو مگر اپنے عمل سے اسے دھتکار دو۔ قرآن فرماتا ہے لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ (الصّف:3)۔ یعنی تم منہ سے ایک ایسی بات کیوں کہتے ہو جس پر تم عمل کرنے کو تیار نہیں؟

بعض لوگ اس موقع پر یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ اگر خود لڑکیاں اپنی مرضی سے جائیداد کی جگہ نقد روپیہ لینے کو تیار ہوں تو اس پر کیا اعتراض ہے؟ میں کہتا ہوں کہ اگر نیک نیتی سے اور پاک وصاف دل سے ایسا کیا جائے اور اس میں کوئی پہلو دھوکے اور فریب کا نہ ہو اور نہ ہی جائیداد کی قیمت لگانے میں چالاکی سے کام لیا جائے اور لڑکیوں پر کسی قسم کا دباؤ بھی نہ ڈالا جائے تو بے شک فریقین کی رضامندی اور شرح صدر سے ایسا ہوسکتا ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا ہے کہ:

مگر مشکل یہی ہے درمیاں میں
کہ گل بے خار کم ہیں بوستاں میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کی بات ہے کہ ایک احمدی نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ یا حضرت! میری بیوی نے اپنی خوشی سے مجھے اپنا مہر معاف کر دیا ہے۔ حضور نے فرمایا ''ہم ایسی معافی کو جائز نہیں سمجھتے۔ آپ اپنی بیوی کو مہر ادا کر دیں اور پھر اس کے بعد وہ اگر اپنی خوشی سے آپ کو مہر کی رقم واپس کر دے تو تب جائز ہو گا۔'' یہ صاحب کہیں سے قرض لے کر دوڑے ہوئے اپنی بیوی کے پاس گئے اور اس کی جھولی میں مہر کی رقم ڈال دی اور پھر چند سیکنڈ انتظار کرنے کے بعد بیوی سے کہا کہ تم نے تو مہر معاف کر دیا ہوا ہے۔ اب یہ رقم مجھے واپس کر دو۔ اس نے کہا واہ! اب میں کیوں واپس کروں؟ میں تو سمجھتی تھی کہ آپ نے مہر دینا ہی نہیں اس لئے مفت کا احسان کیوں نہ رکھوں۔ لیکن اب جب آپ نے مہر دے دیا ہے تو یہ میرا حق ہے میں اسے واپس نہیں کرتی۔ بس یہی بات میں والدین اور بھائیوں سے بھی کہتا ہوں کہ فرضی معافیوں اور فرضی ادائیگیوں سے اپنے نفسوں کو دھوکا نہ دو۔ یہ سب باتیں تقویٰ اور دیانت کے خلاف اور چالاکی اور ریاکاری میں داخل ہیں اور مومن کی شان سے کوسوں دور۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کشتی نوح میں فرماتے ہیں:

''تم ریاکاری کے ساتھ اپنے تئیں بچا نہیں سکتے کیونکہ وہ خدا جو تمہارا خدا ہے اس کی انسان کے پاتال تک نظر ہے۔ کیا تم اس کو دھوکا دے سکتے ہو؟ پس تم سیدھے ہو جاؤ اور صاف ہو جاؤ اور پاک ہو جاؤ اور کھرے ہو جاؤ۔ اگر ایک ذرّہ تیرگی تم میں باقی ہے تو وہ تمہاری ساری روشنی کو دور کر دے گی .... ایسا نہ ہو کہ تم صرف چند باتوں کو لے کر اپنے تئیں دھوکہ دو کہ جو کچھ ہم نے کرنا تھا کر لیا ہے۔ کیونکہ خدا چاہتا ہے کہ تمہاری ہستی پر پورا پورا انقلاب آوے .... نفسانیت کی فربہی چھوڑ دو کہ جس دروازے کے لئے تم بلائے گئے ہو اس میں سے ایک فربہ انسان داخل نہیں ہو سکتا۔ کیا ہی بدقسمت وہ شخص ہے جو ان باتوں کو نہیں مانتا جو خدا کے منہ سے نکلیں اور میں نے بیان کیں۔''

(کشتی نوح روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 12)

بس اسی پر میں اپنے اس نوٹ کو ختم کرتا ہوں۔ جن کے کان ہوں گے وہ سنیں گے اور جن کے دل ہوں گے وہ مانیں گے اور باقی خدا کے حوالے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

(محررہ 28 جولائی 1960ء)

(روزنامہ الفضل ربوہ 4 اگست 1960ء)

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

کی۔ چوہدری عبدالعزیز صاحب پٹواری خود آ کر حضور علیہ السلام کی خدمت میں ایک سو روپیہ چاندی کا پیش کر کے گئے اور کہا کہ خاکسار کے پاس یہی رقم موجود تھی جو میں لے آیا ہوں۔ قاضی صاحب کہتے ہیں کہ مجھے اس پٹواری کی اس قربانی پر بڑی حیرت ہوئی اور رشک بھی آیا کہ ایک پٹواری جس کو چھ روپے ماہانہ تنخواہ ملتی ہے اس نے کس طرح اخلاص کے ساتھ قربانی پیش کی ہے۔ قاضی صاحب پھر لکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے اس کے اخلاص کے عوض اس پر بڑے بڑے فضل کئے۔

یہاں یہ بھی واضح کر دوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ میں تقویٰ بہت تھا۔ تقویٰ میں بڑھے ہوئے تھے۔ آپ سے جو براہِ راست فیض پا رہے تھے اس کی وجہ سے اُن کے تقویٰ کے معیار بہت بلند تھے۔ چوہدری صاحب بھی تقویٰ میں بڑھے ہوئے تھے۔ دوسرے پٹواریوں کی طرح نہیں تھے۔ ہمارے ملک میں پٹواریوں کے بارے میں مشہور ہے کہ تنخواہ بیشک ان کی تھوڑی ہو لیکن ان کی زائد آمدنی بہت زیادہ ہو جاتی ہے جو مختلف ذریعوں سے وہ زمینداروں سے، چھوٹے زمینداروں سے وصول کرتے رہتے ہیں۔ اور بعض ایسے بھی ہیں جو جب ریٹائر ہوتے ہیں تو اُن کے پاس دولت بھی ہوتی ہے، کئی کئی ایکڑوں کے مالک ہوتے ہیں بلکہ سوسو ایکڑوں کے مالک بن جاتے ہیں۔ مجھے یاد آیا کہ میرے ساتھ سکول میں ایک پٹواری کا لڑکا پڑھا کرتا تھا اور اس کا رہن سہن رکھ رکھاؤ، کپڑے ایسے ہوتے تھے جو ہزاروں کمانے والا کوئی بچہ بھی نہیں رکھ سکتا۔ اور خود بتاتا تھا کہ میرے باپ کی تنخواہ تو پینتالیس روپے ہے لیکن اللہ کا بڑا فضل ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے جو معیار ہیں وہ بدل گئے ہیں۔ جو ناجائز آمد ہے وہ اللہ کا فضل بن گیا اور جو جائز آمد ہے وہ حکومت کی تنخواہ بن گئی۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آ کر ہمیں بتایا کہ صحیح اللہ کا فضل کیا ہوتا ہے۔ اب یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں نہ کسی مہدی کی ضرورت ہے، نہ مسیح کی ضرورت ہے، نہ مصلح کی ضرورت ہے۔ اگر اس چیز کو یہ تسلیم کر لیں کہ اس کی ضرورت ہے اور ماننے والے کو مان لیں تو تب صحیح پہچان ہوسکتی ہے کہ اللہ کا فضل کس طرح ہوتا ہے اور کیا چیز ہے؟ یہ تو احمدی کو پتہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی خاطر ہر قسم کی قربانی کا کرنا اور اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کا فضل کس طرح ہوتا ہے؟ وابل ہو یا طلّ، تیز بارش ہو یا ہلکی بارش، بڑی قربانی ہو یا تھوڑی قربانی، دولتمند ہوں یا غریب، اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کی گئی قربانیاں دوگنے پھل لاتی ہیں۔ جیسا کہ حضرت چوہدری عبدالعزیز صاحب کے بارہ میں حضرت قاضی محمد یوسف صاحب نے لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے اس اخلاص کے بے انتہا پھل لگائے۔ تنخواہ کے ساتھ شاید تھوڑی سی اُن کی زمین بھی ہو۔ پٹواری عموماً دیہاتوں کے رہنے والے ہوتے ہیں اور کچھ نہ کچھ زمیندارہ ہوتا ہے جس کی آمد بھی ہوتی ہو گی۔ اس کی وجہ سے کچھ رقم بھی جمع کر لی ہو گی۔ وہ سب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں میں لا کے رکھ دی۔

ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کو کبھی پیسوں کی ضرورت نہیں ہوتی کہ اللہ تعالیٰ کو بندوں سے پیسوں کی ضرورت ہو۔ اللہ تعالیٰ جب قربانی کے لئے فرماتا ہے تو بندے کو ثواب دینے کی خاطر۔ اور یہی حال اللہ تعالیٰ کے انبیاء کا ہوتا ہے۔ انہیں اس بات کی فکر نہیں ہوتی کہ جماعت کے جو اخراجات ہیں کس طرح پورے ہوں گے؟ اللہ تعالیٰ جب کام شروع کرواتا ہے، کسی کو بھیجتا ہے تو اس کے لئے اسباب بھی مہیا فرما دیتا ہے۔ ظاہری تحریک انبیاء ضرور کرتے ہیں اور اس کے بعد خلفاء بھی کرتے ہیں لیکن ضرورت پوری کرنے کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہوا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی یہ وعدہ ہے۔ اس لئے آپ نے ایک جگہ اس بات کا اظہار بھی فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے وعدہ فرمایا ہے کہ خرچ کے لئے رقم کہاں سے آئے گی۔ آپ نے فرمایا یہ تو بہت آئے گی لیکن اس کو دیکھ کر تم لوگ دنیادار نہ ہو جانا۔ یعنی انفرادی طور پر بھی جماعت کو خوشخبری دے دی کہ تم لوگوں کو کشائش عطا ہوگی اور جماعتی طور پر بھی کشائش پیدا ہو گی۔ پس جماعتی طور پر جو کشائش پیدا ہو تو جن کے ہاتھ میں خرچ ہے اُن کو بھی ہمیشہ اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ ہم کسی بھی قسم کا غیر ضروری خرچ نہ کریں۔ ہر پیسے کو سنبھال کے اور احتیاط سے خرچ کریں۔ غریب قربانی کر رہے ہیں یا امیر قربانی کر رہے ہیں، اس کو سوچ سمجھ کر خرچ کرنا یہ خرچ کرنے والوں کا کام ہے اور بہت اہم کام ہے تا کہ جہاں وہ خدمتِ دین کر رہے ہیں، خدمتِ سلسلہ کر رہے ہیں تو ان خرچوں کو سنبھال کر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بھی بنیں۔

(خطبہ جمعہ 7 جنوری 2011ء)

مرتبہ: ظہیر احمد خان۔ انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن

بنیادی مسائل کے جوابات

قسط نمبر 7

سوال:۔ایک دوست نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد کہ ’’قرآن کریم میں چور کے ہاتھ کاٹنے اور زانی کو رجم کرنے کا واضح حکم آیا ہے‘‘ کے حوالہ سے تحریر کیا کہ قرآن کریم میں چور کے ہاتھ کاٹنے کا تو ذکر موجود ہے لیکن زانی کو رجم کرنے کا کسی آیت میں ذکر نہیں؟ اس بارہ میں راہنمائی کی درخواست ہے۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 15 اکتوبر 2018ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطاء فرمایا:

جواب:۔ اسلامی سزاؤں کے عموماً دو پہلو ہیں۔ ایک انتہائی سزا اور ایک نسبتاً کم سزا۔ اور ان سزاؤں کا بنیادی مقصد برائی کی روک تھام اور دوسروں کیلئے عبرت کا سامان کرنا ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضور ﷺ اور خلفائے راشدین کے عہد مبارک میں ہرقسم کے چور کو ہاتھ کاٹنے کی سزا نہیں دی گئی مثلاً کھانے پینے کی اشیاء کی چوری پر کبھی ہاتھ نہیں کاٹا گیا۔لیکن اگر کوئی چور کسی عورت کا زیور چھینتے ہوئے اس کے ہاتھ کان زخمی کر دیتا ہے یا اس کے کسی Organ کو ایسا نقصان پہنچا دیتا ہے کہ وہ کسی معذوری کا شکار ہو جاتی ہے تو ایسے چور کو پھر اس کے جرم کے مطابق سزا دی جاتی ہے جس میں ہاتھ کاٹنے کی بھی سزا شامل ہے۔

اسی طرح جو زنا باہمی رضامندی سے ہوا ہو اگر وہ اسلامی طریقۂ شہادت کے ساتھ ثابت ہو جائے تو فریقین کو سو کوڑوں کی سزا کا حکم ہے۔ لیکن جس زنا میں زبردستی کی جائے اور اس میں نہایت وحشیانہ مظالم کا جذبہ پایا جاتا ہو یا کوئی زانی چھوٹے بچوں کو اپنے ظلموں کا نشانہ بناتے ہوئے اس گھناؤنی حرکت کا مرتکب ہوا ہو تو ایسے زانی کی سزا صرف سو کوڑے تو نہیں ہوسکتی۔ ایسے زانی کو پھر قرآن کریم کی سورۃ المائدہ آیت 34 اور سورۃ الاحزاب کی آیت 61 تا 63 میں بیان فرمودہ تعلیم کی رو سے قتل اور سنگساری جیسی انتہائی سزا بھی دی جاسکتی ہے۔لیکن اس سزا کا فیصلہ کرنے کا اختیار حکومت وقت کو دیا گیا ہے اور اس تعلیم کے ذریعہ عمومی طور پر حکومت وقت کیلئے ایک راستہ کھول دیا گیاہے۔

چنانچہ انہیں آیات قرآنیہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اسی قسم کے زانی کیلئے سنگسار کی سزا کے قرآن کریم میں بیان ہونے کا ذکر فرمایا ہے۔

سوال:۔ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں پاکستان کے بینکوں میں جمع کرائی جانے والے رقم پر ملنے والے منافع کو اپنے ذاتی استعمال میں لانے کی بابت مسئلہ دریافت کیا ہے۔اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 26 نومبر 2018ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطاء فرمایا:

جواب:۔ پاکستان کے بینک عموماً PLS یعنی نفع نقصان میں شراکت کے طریق کار کے تحت رقوم جمع کرتے ہیں۔اس سسٹم کے تحت جمع کرائی جانے والی رقوم پر ملنے والی زائد رقم سود کے زمرہ میں نہیں آتی۔ اسی طرح حکومتی بینکوں میں جمع کروائی جانے والی رقوم پر ملنے والی زائد رقم بھی سود شمار نہیں ہوتی۔کیونکہ حکومتی بینک اپنے سرمایہ کو رفاہی کاموں پر لگاتے ہیں جس کے نتیجہ میں ملکی باشندوں کی سہولتوں کیلئے مختلف منصوبے بنائے جاتے ہیں، معیشت میں ترقی ہوتی ہے اور افرادِ ملک کیلئے روزگار کے مواقع پیدا ہوتے ہیں۔اس لئے ایسے بینکوں سے ملنے والے منافع کو ذاتی استعمال میں لایا جا سکتا ہے۔

جہاں تک سود کا تعلق ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کی یہ تعریف فرمائی ہے کہ ایک شخص اپنے فائدہ کیلئے دوسرے کو روپیہ قرض دیتا ہے اور فائدہ مقرر کرتا ہے۔ یہ تعریف جہاں صادق آوے گی وہ سود کہلائے گا۔

اسلام نے جس سود سے منع فرمایا ہے اس میں غرباء کی مجبوری کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے انہیں قرض دیتے وقت اس پر پہلے سے سود کی ایک رقم معین کر لی جاتی تھی اور غریب اس سود در سود کے بوجھ تلے دبتا چلا جاتا تھا اور یہ قرض اور سود کبھی ختم ہونے کا نام ہی نہیں لیتا تھا۔ جبکہ موجودہ زمانہ میں اگر کوئی قرض لی ہوئی رقم واپس کرنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو اور اس کا دیوالیہ نکل جائے تو Bankruptcy کے تحت وہ قرض ختم بھی ہو جاتا ہے۔

اسی لئے اس زمانہ کے حکم و عدل سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ’’اب اس ملک میں اکثر مسائل زیر و زبر ہو گئے ہیں۔ کل تجارتوں میں ایک نہ ایک حصہ سود کا موجود ہے۔ اس لئے اس وقت نئے اجتہاد کی ضرورت ہے۔‘‘ اور حضور علیہ السلام کے اس ارشاد کی روشنی میں جماعت احمدیہ اس بارہ میں مختلف معاملات اور مسائل سامنے آنے پر تحقیق کرتی رہتی ہے۔اور اب بھی اس پر مزید تحقیق ہو رہی ہے۔

سوال:۔ایک دوست نے ’’فتاویٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام‘‘ کے Revised ایڈیشن کے بارہ میں تحریر کیا کہ اس کتاب کے پبلشر فخر الدین ملتانی صاحب نے چونکہ ارتداد اختیار کر لیا تھا اس لئے ان کے نام اور ان کے تحریر کردہ دیباچہ کو اس ایڈیشن سے حذف کر دینا چاہیے۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 26 نومبر 2018ء میں اس کا جماعتی اقدار و روایات کے مطابق نہایت خوبصورت درج ذیل جواب عطاء فرمایا:

جواب:۔ مذکورہ کتاب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فتاویٰ پر مشتمل ہے اور فخر الدین ملتانی صاحب نے 1935ء میں اسے مرتب کیا تھا۔ یہ کتاب جماعتی لیٹریچر میں کافی عرصہ استعمال ہوتی رہی ہے۔لیکن اس میں کتابت اور حوالہ جات کی بہت زیادہ غلطیاں تھیں۔

چنانچہ کتابت اور حوالہ جات کی غلطیوں کو اس نئے ایڈیشن میں درست کر دیا گیا۔ لیکن چونکہ اس کتاب کے پبلیشر اور مؤلف فخرالدین ملتانی صاحب تھے۔ اب اگر ہم ان کے نام اور ان کے تحریر کردہ دیباچہ کو اس نئے ایڈیشن میں سے حذف کر دیں تو یہ درست بات نہیں ہو گی کیونکہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض رفقاء جو حضورؑ کی وفات کے بعد اپنی ناعاقبت اندیشی کی وجہ سے جماعت سے الگ ہو گئے تھے لیکن انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عہد مبارک میں مختلف کاموں میں جماعت کی خدمت کی توفیق پائی اور ان کے نام تاریخ احمدیت میں شامل ہیں۔ آپ کی اس تجویز کے مطابق تو پھر ہمیں ان سب احباب کے نام اور ان کی خدمت کو بھی تاریخ احمدیت سے نکال دینا چاہیے۔ لیکن یہ بات جماعتی اخلاقیات اور روایات کے خلاف ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب جماعت کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فتاویٰ پر مشتمل ’’فقہ المسیح‘‘ کے نام سے بھی ایک کتاب شائع ہو چکی ہے جس میں ’’فتاویٰ مسیح موعودؑ‘‘ سے بھی زیادہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات اور فتاویٰ شامل کر دیئے گئے ہیں۔

سوال:۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ بنگلہ دیش کے مربیان کی Virtual ملاقات مؤرخہ 08 نومبر 2020ء میں ایک مربی صاحب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک الہام ہوا تھا کہ ’’پہلے بنگالہ کی نسبت جو کچھ حکم جاری کیا گیا تھا اب ان کی دلجوئی ہو گی‘‘ اس بارہ میں ہم حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زبان مبارک سے کچھ سننا چاہتے ہیں۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس بارہ میں درج ذیل ارشاد فرمایا:

جواب:۔ اب ایک سو تیس سال ہو گئے دلجوئی کرتے کرتے۔ اب اہل بنگالہ کوئی کام کریں گے تو پھر دلجوئی ہو گی۔ اب کام کریں اور کام کر کے دکھائیں۔ اپنے اندر تقویٰ کا معیار بلند کریں۔ اپنے اندر خدمت دین کے شوق کا معیار بلند کریں اور پھر اسے عملی جامہ پہنائیں۔ اور ملک میں ایک انقلاب پیدا کرنے کی کوشش کریں۔

جتنی مخالفت ہوتی ہے، مخالفت تو ایک کھاد اور بیج کا کام دے رہی ہے، جماعت کا اتنا ہی تعارف ہو رہا ہے۔ جتنے احمدیوں کو مار پڑتی ہے اتنا ہی تعارف ہو رہا ہے۔ پاکستان میں احمدیوں کو مار پڑ رہی ہے تو اتنا باہر کی دنیا میں جماعت کا تعارف ہو رہا ہے۔ بلکہ اب ملک میں بھی ہو رہا ہے۔ پہلے تو پاکستان میں صرف شہروں میں جماعت کی مخالفت ہوتی تھی اور شہر والوں کو پتہ تھا۔ اب دیہاتوں میں اور چھوٹی چھوٹی جگہوں پہ بھی مخالفت ہوتی ہے۔ ہر جگہ پتہ لگ گیا ہے۔ اس تعارف ہونے کی وجہ سے باہر کی دنیا کو بھی پتہ لگ رہا ہے اور اندر بھی بعض نیک فطرت اور سعید فطرت لوگ ہیں، وہاں ان کو احساس پیدا ہو رہا ہے کہ ہم تحقیق کریں کہ جماعت احمدیہ کیا چیز ہے؟ اسلام کے بارہ میں ان کے کیا خیالات ہیں؟ اسلام کو یہ کیا سمجھتے ہیں؟ آنحضرت ﷺ کا مقام ان کی نظر میں کیا ہے؟ خدا تعالیٰ کے کلام کو یہ کس طرح مانتے ہیں؟ جب وہ تحقیق کرتے ہیں تو پھر اس تجسس کی وجہ سے ان کو پھر جماعت کے قریب آنے کا موقعہ ملتا ہے۔

تو یہ جو مخالفت ہے یہ تو آپ کیلئے کھاد کا کام دے رہی ہے۔ اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔ اور جب آپ قربانیاں دیں گے تو اس کے بعد دلجوئی بھی آپ کی کی جائے گی۔ اور اس کیلئے اللہ کے فضل سے آپ نے قربانیاں دی ہیں۔ مسجدوں میں بم بھی پھٹے، ہمارے مربی کی ٹانگ بھی ضائع ہوئی، زخمی بھی ہوئے، شہید بھی ہوئے۔ تو وقتاً فوقتاً ایسے واقعات ہوتے رہتے ہیں۔ اور میں اللہ تعالیٰ سے حالات کی بہتری کیلئے دعا بھی کرتا رہتا ہوں۔ فکر بھی رہتی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ دلجوئی کا مقام حاصل

کرنے کیلئے آپ کو بھی کوشش کرنی پڑے گی۔

اس لئے ہر مربی اور معلم یہ عہد کرے کہ اس نے ڈرتے ڈرتے دن گزر کرنا ہے اور تقویٰ سے رات بسر کرنی ہے۔ اور احمدیت کا پیغام پہنچانے کی جو ذمہ داری اس پہ ڈالی گئی ہے، اس کو ایک خاص ولولہ اور جوش سے ملک کے کونے کونے میں پھیلانا ہے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اپنے عملی نمونے دکھانے ہیں۔ اپنے اندر قناعت پیدا کرنی ہے۔ جو بھی تھوڑا بہت گزارا ملتا ہے اور جو بھی تھوڑی بہت سہولیات جماعت کی طرف سے ملتی ہیں ان سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانا ہے۔ اور ان کو بہت سمجھنا ہے۔ اور اپنی قربانی کے معیار کو بلند سے بلند تر کرتے چلے جانا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق میں بڑھنا ہے۔ اپنی راتوں کو زندہ کرنا ہے۔ ہر مربی اور معلم کا کام ہے کہ کم از کم ایک گھنٹہ تہجد کی نماز پڑھے۔ اپنے جائزے لیں کہ کیا آپ لوگ ایک گھنٹہ تہجد پڑھتے ہیں؟ کیا آپ لوگ رات کو اٹھ کے ایک گھنٹہ نفل میں اللہ تعالیٰ کے حضور رو رو کے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے لئے آسانیاں پیدا کرے اور جماعت کی ترقی کے سامان پیدا فرمائے؟

پھر قرآن کریم پہ تدبر اور غور کرنے کی عادت ڈالیں۔ صرف چند ایک بنے بنائے مضمون ہیں، ان کو پڑھنے سے آپ کو کچھ حاصل نہیں ہو گا۔ اپنے علم کو بڑھائیں اور وسیع تر کرنے کی کوشش کریں۔ یہی چیز ہے جو آپ کیلئے آگے انشاء اللہ کام بھی آئے گی اور آپ اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دوسرے علماء سے بحث کرنے کے بھی قابل ہوں گے اور عوام الناس کو بھی بتانے کے قابل ہوں گے۔

ظاہری فقہ اور حدیث اور قرآن کی بعض تفسیریں تو بعض غیر احمدی علماء نے آپ سے زیادہ پڑھی ہوں گی اور وہ پڑھ کے اس کو بیان بھی کر سکتے ہیں لیکن آپ نے وہ حقیقت بیان کرنی ہے جو اس زمانہ کے حکم اور عدل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں بتائیں اور سمجھائیں ہیں۔ اور وہی فقہ ہے جو ہم نے جاری کرنا ہے۔ وہی قرآن کریم کی تفسیر ہے، وہی حدیث کی تشریح ہے جو ہم نے دنیا کو بتانی ہے۔ اور اس کیلئے آپ کو محنت کرنی پڑے گی، اپنے علم میں اضافہ کرنا پڑے گا اور پھر اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنی ہو گی۔ اپنے علم میں اضافہ کیلئے بھی اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں۔ اپنی روحانی ترقی کیلئے بھی اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں۔ اور اس ملک میں جماعت احمدیہ کے پیغام کو پہنچانے کیلئے بھی اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں۔ اور مخالفت کے دُور ہونے کیلئے بھی اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں۔ اپنے ملک کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچانے کیلئے بھی اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں۔ تو بہت ساری دعائیں ہیں جو انسان نے کرنی ہوتی ہیں، وہ آپ کریں۔ ایک جوش اور جذبے اور تڑپ سے یہ دعائیں کریں گے تو پھر دیکھیں کہ کس طرح ایک انقلاب آپ بنگلہ دیش میں لے آتے ہیں۔ اور پھر جب آپ پہ تھوڑی بہت سختیاں بھی آئیں گی تو پھر اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ ان لوگوں نے سختیاں برداشت کیں ہیں اب ان کی دلجوئی بھی کرو۔ تب یہ دلجوئی ہو گی۔

سوال:۔ اسی ملاقات میں ایک اور مربی صاحب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ میرے علاقہ میں لوگ خود کو مسلمان تو کہتے ہیں لیکن اسلام کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ ان لوگوں کو کس طرح تبلیغ کی جائے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس سوال کا درج ذیل الفاظ میں جواب عطاء فرمایا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

جواب:۔ ان کو بتائیں کہ تم لوگ مسلمان ہو۔ قطع نظر اس کے کہ تم جماعت احمدیہ کے پیغام کو قبول کرتے ہو یا نہیں کرتے لیکن تم اپنے آپ کو مسلمان کہلاتے ہو تو اللہ اور رسول کا یہ حکم ہے کہ جو قرآن کریم اللہ تعالیٰ نے اتارا ہے وہ تمہیں پڑھنا آنا چاہیئے۔ تمہیں پانچ وقت نماز پڑھنی آنی چاہیئے۔ ارکان اسلام ہیں ان پہ یقین ہونا چاہیئے اور ان پہ عمل بھی ہونا چاہیئے۔ تو ان کو آپ سمجھائیں کہ دیکھو! تم مسلمان کہلاتے ہو تو اللہ کے رسول پہ تمہارا ایمان کامل اس وقت ہوتا ہے جب تم اس کی سنت پہ عمل کرو۔ پھر جو شریعت اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی صورت میں اتاری ہے تم اسے پڑھنا سیکھو۔ اور اگر تمہیں ضرورت ہے کہ تمہیں قرآن کریم پڑھنا نہیں آتا اور تم نے سیکھنا ہے تو ہم تمہیں قرآن کریم پڑھانے کیلئے حاضر ہیں۔ اور پھر اللہ اور رسول کی باتیں انہیں بتائیں۔ قرآن کریم انہیں پڑھائیں۔ اور انہیں یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ تم احمدی ہو جاؤ کہ نہ ہو۔ جب وہ اس طرح اسلام کی تعلیم کے بارہ میں جانیں گے تو پھر وہ خود اگلا قدم اٹھائیں گے۔ وہ آپ سے پوچھیں گے کہ اچھا بھئی! ہمارے مولوی تو ہمیں کچھ نہیں پڑھاتے تھے۔ تم لوگ ہمیں یہ پڑھا رہے ہو۔ تم کون ہو؟ پھر آگے بات چلتی ہے۔ پھر تبلیغ کے رستے بھی کھل جائیں گے۔ دوسرا یہ کہ ان کیلئے دعا بھی کریں۔ مسلم امہ کیلئے دعا بھی کریں۔ یہی تو زمانہ تھا جس زمانہ میں اسلام کا صرف نام ہونا تھا۔ ؎

رہا دین باقی نہ اسلام باقی
فقط رہ گیا اسلام کا نام باقی

تبھی تو مسیح موعود علیہ السلام نے آنا تھا۔ تبھی تو اس مہدی اور مسیح نے آنا تھا جس نے لوگوں کو دوبارہ پھر خدا تعالیٰ کے قریب کرنا تھا۔ اور ان کو ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ دلانی تھی۔ تو یہ چیزیں لوگ بھول گئے ہیں۔ تبھی تو مسیح موعودؑ آئے تھے۔ اور یہی مسیح موعودؑ کا زمانہ تھا۔ یہی مسیح موعودؑ کا کام ہے۔ یہی مسیح موعودؑ کے ماننے والوں کا کام ہے۔ اور یہی ان لوگوں کا کام ہے جنہوں نے تفقہ فی الدین کر کے اپنے آپ کو دین کی خدمت کیلئے، وقف کرنے کیلئے، تبلیغ کرنے کیلئے، تربیت کرنے کیلئے پیش کیا ہے۔ وہ آپ لوگ ہیں۔ پس یہ باتیں پہنچائیں اور پیغام پہنچائیں۔ ان کو سمجھائیں کہ اصل دین کیا ہے۔ تو یہ تو آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے عین مطابق مسیح موعودؑ کے آنے کے زمانہ کی علامت ہے کہ لوگ نام کے مسلمان ہیں اور اسلام کو بالکل بھول چکے ہیں۔ ان کو کچھ پتہ ہی نہیں۔ صرف لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تو کہہ دیتے ہیں لیکن پتہ نہیں کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا مطلب کیا ہے؟ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ تو کہہ دیتے ہیں لیکن یہ پتہ نہیں کہ محمد رسول اللہ کا اسوہ کیا ہے؟ تو ہم نے یہ چیزیں لوگوں کو بتانی ہیں۔ اس کیلئے کوشش کرنی ہو گی۔ ان کو بتانا ہو گا۔ پہلے ان کو اسلام کے بارہ میں بتائیں۔ پھر احمدیت کے بارہ میں خود بخود ان کو پتہ لگ جائے گا۔

یہ تو اللہ تعالیٰ کی اور اللہ کے رسول کی بات پوری ہو رہی ہے کہ ان کو دین کا نہیں پتہ اور اسلام کا صرف نام رہ گیا ہے۔ ٹائٹل رہ گیا ہے۔ اور جو مولوی کہتا ہے اس کے پیچھے چل پڑتے ہیں۔ توڑ پھوڑ کر دو۔ احمدیوں کا سر پھاڑ دو۔ احمدیوں کی ٹانگیں توڑ دو۔ احمدیوں کو قتل کر دو۔ احمدیوں کو شہید کر دو۔ احمدیوں کی مسجدیں گرا دو۔ احمدیوں کی جائیدادوں کو نقصان پہنچا دو۔ بس یہی باتیں رہ گئیں ہیں ناں ان کے پاس! اور کیا رہ گیا ہے؟ اسی چیز سے ہم نے ان کو پیار اور محبت سے سمجھانا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا ہے کہ پیار سے، محبت سے کام کرو گے تو یہ تمہارے بہترین دوست بن جائیں گے۔ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ فرمایا ہے۔ کہ تمہارے گہرے دوست بن جائیں گے، جگری یار بن جائیں گے۔

سوال:۔ ایک اور مربی صاحب نے اس ملاقات میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ حضور کو اسیر راہ مولیٰ ہونے کا موقعہ ملا ہے۔ اس اسیری کے متعلق اگر حضور کچھ فرمائیں تو نوازش ہو گی؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس کے جواب میں فرمایا:

جواب:۔ کیا فرماؤں؟ مجھے تو اسیر راہ مولیٰ کے طور پر پتہ ہی نہیں لگا کہ میری اسیری کے دن کس طرح گزر گئے؟ اللہ کے فضلوں کو ہی دیکھتا رہا۔ گرمی کے دن تھے، اللہ تعالیٰ گرمی کو ٹھنڈ میں بدل دیتا تھا۔ بڑے آرام سے جیل میں بیٹھے رہتے تھے۔ اور سلاخوں کے پیچھے رہتے تھے۔ کوئی فکر و فاقہ نہیں تھا۔ دل میں یہ خیال تھا کہ جو دفع مجھ پہ لگی ہوئی ہے اس کی سزا یا عمر قید ہے یا پھانسی ہے۔ ان دونوں میں سے کچھ تو مجھے ملنا ہے۔ اس لئے میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ سے ہی مانگو اور اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی کوشش کرو۔ باقی جماعت کی خاطر اگر سزا ملنی ہے تو یہ تو بڑی برکت کی بات ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ اللہ تعالیٰ نے دسویں، گیارھویں، بارھویں دن مجھے جیل سے باہر نکال دیا۔ تو اس سے زیادہ میں کیا کہوں۔ میں نے کوئی بڑا تیر مارا؟ میں نے تو وہاں کچھ بھی نہیں کیا۔

سوال:۔ مؤرخہ 08 نومبر 2020ء کی اسی ملاقات کے آخر پر محترم امیر صاحب بنگلہ دیش نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کے نمائندہ ہونے کی حیثیت سے حضور بنگلہ دیش کیلئے کوئی ایسی دعا کر دیں جس سے ہماری کایا پلٹ جائے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسکراتے ہوئے فرمایا:

جواب:۔ ساری دنیا کیلئے کیوں نہ کروں؟ صرف بنگلہ دیش کیلئے کیوں کروں؟ مجھے محدود کیوں کر رہے ہیں؟ میں تو ساری دنیا کیلئے دعا کرتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا ایک وقت رکھا ہوتا ہے۔ جب وہ وقت آئے گا تو انشاء اللہ تعالیٰ کایا بھی پلٹ جائے گی۔ آنحضرت ﷺ کو کسی نے کہا کہ میرے لئے دعا کریں کہ میرا فلاں کام ہو جائے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اچھا میں دعا کروں گا۔ پھر آپ ﷺ نے اسے واپس بلایا اور اسے فرمایا کہ تم بھی دعا کرو اور اپنی دعاؤں سے میری دعا کی مدد کرو۔ تو یہ آپ لوگوں کا بھی کام ہے کہ جس طرح میں نے ابھی کہا ہے کہ راتوں کو اٹھیں۔ ہر مربی اور معلم جو ہے وہ لازمی قرار دے کہ اس نے تہجد پڑھنی ہے اور بے نفس ہو کے کام کرنا ہے۔ خدا تعالیٰ کا حق بھی ادا کرنا ہے اور اس کے بندوں کے حق بھی ادا کرنے ہیں۔ اپنی خدمت دین کو اک فضل الٰہی سمجھنا ہے اور اس کیلئے کسی Reward کی اور کسی تعریف کی امید نہیں رکھنی چاہیئے۔ اگر اس طرح کام کریں گے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضلوں کی بے شمار بارش برسائے گا۔ اور بڑی جلدی برسائے گا انشاء اللہ تعالیٰ آپ دیکھیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطاء فرمائے اور آپ لوگوں کو اپنے اپنے میدان میں کامیاب فرمائے۔ آمین۔

رپورٹ مرتبہ: فہیم احمد خادم، نمائندہ روزنامہ الفضل لندن آن لائن (گھانا)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ غانا کی مجلس لجنہ اماء اللہ کی نیشنل عاملہ کی Virtual ملاقات

تاریخ: 24 جنوری 2021ء بروز ہفتہ

بوقت: دوپہر 11 بج کر 50 منٹ پر

دورانیہ: 60منٹ

بمقام: وہاب آدم سٹوڈیوز، بستان احمد غانا

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مؤرخہ 24/ جنوری 2021ء کومغربی افریقہ کے ملک غانا کی مجلس لجنہ اماء اللہ کی نیشنل عاملہ کو اپنے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ایک مواصلاتی ملاقات کی سعادت ایم ٹی اے کے وہاب آدم سٹوڈیو بمقام بستان احمد نصیب ہوئی۔

لجنہ اماء اللہ گھانا کو یہ سعادت ملی کہ تینوں ذیلی تنظیموں میں سب سے پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ مواصلاتی ملاقات کریں۔

لجنہ اماء اللہ گھانا کی ملکی عاملہ بُستانِ احمدؔ اکرا کے وہاب آدم سٹوڈیو میں اکٹھی ہوئیں۔ ایم ٹی اے گھانا کی ٹیم نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ویڈیو لنک قائم کیا۔ تعداد عاملہ ممبرات 41 تھی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

اس موقع پر کورونا وائرس کے حوالے سے جاری کردہ حکومتی ہدایات کو مدنظر رکھا گیا۔

گوکہ یہ ایک Virtual ملاقات تھی تاہم تمام ممبرات نے ایسا ہی محسوس کیا جیسے حضور انور کی صحبتِ مبارک براہِ راست میسر ہے۔ الحمد للہ

افتتاحی دُعا کے بعد تمام عاملہ ممبران نے یکے بعد دیگرے کھڑے ہوکر اپنا تعارف کروایا، حضور انور کے ارشاد پر اپنی مختصر رپورٹ پیش کی اور اپنے شعبہ سے متعلق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے زریں ہدایات لیں۔ محاسبہ مال ایک ہفتہ قبل ہی نیشنل عاملہ میں شامل ہوئی ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ وہ اس سے قبل کبھی حضرت امیر المؤمنین سے نہیں ملیں چنانچہ یہ ملاقات ایسی ہی تھی گویا حضور بذاتِ خود موجود ہیں۔ انہوں نے کہا کہ وہ بہت ہی خوش قسمت ہیں کہ حضور انور سے ملاقات کا موقع ملا، بات کرنے کا موقع ملا اور یہ کہ دیگر ممبرات کو بھی بات چیت کا موقع ملا۔ انہوں نے اس بات پر بھی اظہارِ تشکر کیا کہ ابھی حال ہی میں انہیں عاملہ میں شامل ہوکر خدمت کا موقع ملا اور اتنی جلد حضرت امیر المؤمنین سے ملاقات کا سبب بن گیا۔ یہ ان کی خوش قسمتی ہے۔

سیکرٹری صاحبہ تحریکِ جدید و وقفِ جدید نے بھی یہ کہا ایسا محسوس ہورہا تھا گویا پیارے حضور سے رُو برُو ملاقات ہو رہی ہو۔ یہ ان کی زندگی میں حضرت امیر المؤمنین سے روبرو ملاقات کا پہلا موقع تھا۔ وہ بھی شکرگزار اور ممنون تھیں۔

اعزازی طور پر کماسی، سیفوی، اوبواسی اور سیچرے زونز کی انچارج صاحبہ نے بتایا کہ وہ بیس سال سے عاملہ میں مختلف خدمات بجالانے کی توفیق پا رہی ہیں اور چند مرتبہ پیارے حضور سے شرفِ ملاقات بھی پایا الحمد للہ علیٰ ذالک اور تاہم یہ ایک Virtual ملاقات تھی پھر بھی ایسا ہی لگ رہا تھا کہ یہ روبرو ملاقات ہو۔ ان کی خوشی کے جذبات ظاہرو باہر تھے۔

دورانِ ملاقات تمام ممبرات نے اپنا اپنا تعارف کروایا اور یہ بتایا کہ ان کے پاس کون کون سے شعبہ جات ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بعض امور کے متعلق استفسار بھی فرمایا اور ممبرات کو ان کے شعبہ جات کے متعلق ہدایات سے نوازا کہ کن امور میں توجہ کی ضرورت ہے اور کن امور میں بہتری کی ضرورت ہے۔

جنرل سیکرٹری صاحبہ نے عرض کیا کہ الحمد للہ 27 میں سے 23 سے 26 زونز باقاعدگی سے رپورٹ بھیجتے ہیں۔ قبل ازیں سال 2018-19 میں 12 سے 15 زونز رپورٹ بھیجتے تھے۔ تمام عاملہ ممبرات ماہانہ اور سالانہ رپورٹس جمع کرواتی ہیں۔ الحمد للہ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مزید استفسار فرمایا کہ ان زونز میں سے کتنی مجالس باقاعدگی سے رپورٹس بھیجتی ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ انہیں لجنہ گھانا سے بہت امیدیں وابستہ ہیں۔ جس پر جنرل سیکرٹری نے نئے عزم کے ساتھ ارادہ کیا کہ تمام عاملہ ممبرات کی مدد سے وہ غیر فعال مجالس سے بھی رابطہ کریں گی اور جلد سے جلد حضور انور کی خدمت میں رپورٹ پیش کریں گی۔ ان شاء اللہ۔

سیکرٹری صاحبہ تبلیغ نے بتایا کہ حضور کو گھانا سے بہت امیدیں ہیں۔ یہ بات انہیں تبلیغ کے میدان میں مزید محنت کرنے کی ترغیب دیتی ہے۔

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو دنیا بھر کی جماعتوں کا کام دیکھنا ہوتا ہے۔ اس کے باوجود دورانِ ملاقات آپ جس طرح گہرائی میں جاکر ہر شعبہ کے کام اور تجنید اور گھانا کے لوگوں کے رہن سہن کے متعلق ارشادات فرما رہے تھے وہ خارق عادت ہے۔

نائب سیکرٹری صاحبہ ناصرات نے بتایا کہ جب پیارے حضور نے سیکرٹری ناصرات سے ناصرات کی تجنید کے متعلق استفسار فرمایا تو ان کے جواب میں حضور نے فرمایا کہ زیادہ ہونی چاہیے۔ وہ کہتی ہیں کہ گو کہ میں بھی زیادہ خوش تھی کہ مجھے بھی پیارے حضور سے روبرو بات کرنے کی سعادت ملے گی مگر فکر بھی لاحق ہوئی کہ جب ان سے ان کے شعبہ کے متعلق استفسار کیا جائے گا تو شاید وہ تسلی بخش جواب نہ دے سکیں۔

نائب سیکرٹری تجنید چار ماہ قبل عاملہ کی ممبر بنیں۔ ان کا بھی یہی کہنا کہ انہیں اس بات کی انتہائی خوشی تھی کہ انہیں زندگی میں پہلی مرتبہ پیارے حضور سے ملاقات کا شرف مل رہا ہے مگر جس طرح پیارے حضور گہرائی میں جاکر استفسارات فرما رہے تھے اس پر وہ فکرمند بھی تھیں۔

نیشنل صدر صاحبہ لجنہ کا بھی یہی کہنا ہے کہ وہ محسوس کر رہی تھیں کہ بہت سعادت کی گھڑی ہے مگر فکر بھی لاحق تھی۔

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انتہائی شفقت و محبت سے باہم باتیں کیں۔ مثلاً ملاقات کے آخر پر پیارے حضور نے سیکرٹری ضیافت سے استفسار فرمایا کہ ملاقات کے بعد لجنہ کے کھانے کا انہوں نے کیا انتظام کیا ہوا ہے۔ اس بات کی بہت خوشی ہوئی جب حضور نے اپنے گھانا کے من پسند کھانوں کا ذکر فرمایا۔ پیارے حضور نے ازراہِ شفقت معاونہ صدر دوم سے جو شعبہ خدمتِ خلق کی انچارج ہیں سے استفسار فرمایا کہ گھانا کی لجنہ کے لئے کیا رفاحی کام کیے جا رہے ہیں؟

الحمد للہ کہ یہ ملاقات روحانیت سے بھرپور، بیدار کرنے والی اور بہت بابرکت تھی۔ سابقہ صدر لجنہ جنہوں نے 25 سال عاملہ میں خدمات بجالائی ہیں اور اب بھی اعزازی ممبر ہیں نے کہا کہ پیارے حضور کے دیدار نے ان کے اسلام احمدیت کے شعلۂ ایمان کو پھر بھڑکا دیا ہے۔

عاملہ ممبرات کے لئے ایک سوال نامہ تیار کیا گیا۔ ایک سوال کے جواب میں سیکرٹری ناصرات نے لکھا کہ انہوں نے محسوس کیا وہ روحانی طور پر بیدار ہوگئی ہیں۔ ایک اور ممبر نے لکھا کہ انہوں نے محسوس کیا کہ وہ بہت خاص ہیں اور سعادت مند ہیں۔

سیکرٹری صاحبہ تبلیغ کہتی ہیں کہ وہ حضرت امیر المؤمنین سے کبھی نہیں ملی تھیں۔ اور یہ ان کا خواب تھا کہ ایک نہ ایک دن حضورِ انور سے ملیں گی۔ تو یہ ان کی سعادت ہے کہ ایک سال عاملہ میں خدمت کے بعد یہ خواب بھی پورا ہوگیا۔ انہوں نے لکھا کہ الحمد للہ یہ Virtual ملاقات بہت ہی بابرکت ثابت ہوئی۔

سیکرٹری صاحبہ نومبائعات نے لکھ کر تجویز دی کہ گوکہ پیارے حضور کی بہت مصروفیات ہیں مگر ایسی بابرکت ملاقات رہی کہ وہ چاہتی ہیں اور دعاگو ہیں کہ دیگر بہنوں کو بھی یہ موقع ملے۔ ان شاء اللہ۔ دیگر عاملہ ممبرات نے بھی ایسی ہی خواہش کا اظہار کیا۔

ایک عاملہ ممبر نے لکھا کہ حضور سے ملاقات کے بعد وہ چاہتی ہیں کہ ہمیں تمام تر کوشش کرنی چاہیے کہ لجنہ کو ترغیب دلائیں کہ عاملہ کی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور ایک ٹیم ہوکر حضرت امیر المؤمنین کی امیدوں کو جو آپ کو لجنہ گھانا سے ہیں جلد از جلد پورا کرنے کی کوشش کریں۔

اس سوال کے جواب میں کہ آج کی ملاقات میں کس بات نے سب سے زیادہ متاثر کیا۔ تقریباً تمام عاملہ ممبرات نے لکھا کہ سب سے متاثر کن حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا یہ فرمانِ نصیحت اور امید تھی کہ تمام ممبرات روزانہ پنج وقت نماز ادا کرنے والی ہوں، مثالی مسلمات ہوں، بچوں کی اچھی پرورش کرنے والی ہوں تا وہ نیک بنیں۔ اللہ لجنہ گھانا کو دنیا کی بہترین لجنات میں سے بنائے اور اگر ہم ان باتوں پر عمل کرلیں تو اللہ انسانیت پر رحم فرمائے اور ہماری مخلصانہ دعاؤں کو امنِ عالم کے لئے قبول فرمائے۔

الحمد للہ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے لجنہ اماء اللہ گھانا کی Virtual ملاقات انتہائی بابرکت رہی، روحانی بیداری کا موجب بنی اور انتہائی مشفقانہ تھی۔ اس ملاقات نے سبھی عاملہ ممبرات کے اس جذبے کو ابھارا کہ مزید محنت کرنی ہے۔ اور تمام عاملہ کی دعا ہے کہ دیگر بہنوں کو بھی یہ سعادت ملے۔ ان شاء اللہ

آخر پر مکرمہ صدر صاحبہ لجنہ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مجلس عاملہ کی طرف سے اس عزّت افزائی پر شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سب کو السلام علیکم و رحمۃ اللہ کہا اور یہ میٹنگ اپنے اختتام کو پہنچی۔

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store GET IT ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

رپورٹ: ارشد محمود۔ گلاسگو

کرونا کی وبا اور اسکاٹ لینڈ ریجن کا خدمت خلق کے میدان میں نمایاں کردار

اللہ کی مخلوق کے ساتھ بھی وہی سلوک کریں جس طرح ایک ماں اپنے بچے کے ساتھ سلوک کرتی ہے۔ یہ آپ کا راستہ بننا چاہئے اور یہ نہیں کہ آپ کسی کی مدد کریں تا کہ آپ بعد میں فائدہ اٹھا سکیں یا بدلے میں کوئی فائدہ اٹھا سکیں۔

جماعت احمدیہ گلاسگو ہر سال کے شروع میں نئے سال کی مناسبت سے ایک اہم پروگرام کا اہتمام کرتی رہی ہے جس میں مسجد بیت الرحمٰن گلاسگو میں غیر مسلموں، سیاستدانوں اور زندگی کے ہر شعبہ سے تعلق رکھنے والوں اور ہمسائیوں کو مدعو کیا جاتا ہے۔ اس سال کرونا کی وبا کی وجہ سے یہ پروگرام مسجد میں منعقد کرنا ممکن نہیں تھا لٰہذا آن لائن اس پروگرام کا کامیاب انعقاد کیا گیا۔ پروگرام سے ایک ماہ قبل ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جس میں مختلف ٹیموں کے ذمہ مختلف ذمہ داریاں لگائی گئیں جیسے سیاستدانوں، پولیس، ملٹری، دوسرے مذاہب کے رہنما، اساتذہ سمیت دوسری اہم شخصیات کو دعوت دینا اور دوسرے شعبہ جات کا انتظام جیسے آئی ٹی اور پریس میڈیا وغیرہ۔ پروگرام سے پہلے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں دعا کیلئے خط لکھا گیا اور سوشل میڈیا پر اس کے بارہ میں آگاہی مہم چلائی گئی۔

مؤرخہ 17جنوری 2021ء شام چھ بجے اس آن لائن پروگرام کا اہتمام تلاوت قرآن کریم اور انگریزی ترجمہ کے ساتھ ہوا۔ مکرم احمد اووزو کونیڈو صاحب سیکرٹری تبلیغ گلاسگو نے تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے اس پروگرام میں شامل ہونے کیلئے وقت نکالا جس کا موضوع وقت کی مناسبت سے ’’کرونا کی وبا اور جماعت احمدیہ کی خدمت خلق‘‘ تھا۔ جماعت احمدیہ کے تعارف پر مبنی ایک ویڈیو دکھائی گئی اس کے بعد مکرم معاذ احمد صاحب نے اسکاٹ لینڈ ریجن کی جماعتوں گلاسگو، ایڈنبرا اور ڈنڈی میں خدمت خلق کے کاموں کے

متعلق پریزینٹیشن دکھائی جیسے کھانوں، ماسک اور دوسری ضروری اشیاء کی مفت تقسیم وغیرہ۔

یہ آن لائن پروگرام زوم کے ذریعے منعقد کیا جارہا تھا جسے یوٹیوب، ٹویٹر، انسٹا گرام اور فیس بک پر براہ راست نشر کیا جارہا تھا جسے تقریباً 700 کے قریب لوگوں نے پوری دُنیا میں دیکھا۔ پروگرام کی ریکارڈنگ اسکاٹ لینڈ جماعت کے یوٹیوب چینل پر دیکھی جاسکتی ہے۔

Cllr Dr Amy McNeese-Mechan Councillor for Leith Walk نے شامل مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ وہ پہلی دفعہ جماعت کے پروگرام میں شامل ہورہی ہیں اور بہت خوش ہیں کہ کیسے آپ کی جماعت پوری دُنیا میں انسانیت کی خدمت کیلئے پیش پیش ہے۔

Karen Amara-BJO Amara Charity نے اپنی فلاحی تنظیم کا تعارف کروایا اور کہا کہ اس وبا کے وقت میں اُن کے پاس بے شمار ایسے لوگ آتے ہیں جنہیں کھانے اور کپڑوں وغیرہ کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ وہ جماعت گلاسگو کی بے حد ممنون ہیں جو پچھلے کئی مہینوں سے مسلسل تازہ کھانا اور دوسری اشیاء عطیہ کرتے رہے ہیں جو ضرورتمند لوگوں کے کام آتی ہیں۔

Naa Tsotsoo Soyoo, Queen Mother of James Town Ghana ہمارے پروگرامز میں باقاعدگی سے شامل ہورہی ہیں اور کافی سارے فلاحی اداروں کو برطانیہ اور افریقہ میں چلارہی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ وہ جماعت کی پوری دنیا میں انسانیت کیلئے خدمات کی گواہ ہیں اور جانتی ہیں کہ کیسے افریقہ میں آپ لوگ شاندار کام کررہے ہیں۔

Linda Fabiani,MSP جو ہمارے پروگرامز میں کئی سالوں سے شامل ہورہی ہیں نے کہا کہ اُن سے بہتر کون جانتا ہے کہ جماعت احمدیہ کس طرح انسانیت کیلئے بغیر رنگ، نسل و مذہب کے خدمات جاری رکھے ہوئے ہے۔

مکرم ڈاکٹر عزیز حفیظ صاحب چیئرمین ہومینٹی فرسٹ برطانیہ نے کلیدی خطاب کیا اور اس فلاحی تنظیم کے پورے دُنیا میں جاری منصوبہ جات کے بارہ میں ویڈیوز دکھائیں۔ مکرم رواح الدین عارف خان مربی سلسلہ گلاسگو جماعت نے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں انسانیت کی خدمت کے حوالہ سے واقعات پیش کئے اور کہا کہ جماعت احمدیہ ہمیشہ اسلامی تعلیمات کے مطابق فلاح انسانیت کیلئے خدمات کررہی ہے اور ہمارے ساتھ ہمارے خلیفۃ المسیح کی رہنمائی ہمیشہ شامل حال ہے۔

مکرم نعیم ستار صاحب سیکرٹری امور خارجہ گلاسگو جماعت نے آخر میں تمام شاملین کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا جو ان مشکل حالات میں بھی آن لائن پروگرام میں شامل ہوئے اور اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ یہ کامیاب پروگرام ڈیڑھ گھنٹہ جاری رہا اور مربی صاحب نے دعا کے ساتھ اس کا اختتام کیا۔

طلوع وغروب آفتاب

16فروری2021ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:34	18:19
مدینہ منورہ	05:36	18:17
قادیان	05:48	18:16
ربوہ	05:28	17:56
اسلام آباد ٹلفورڈ	05:44	17:21